ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

عائلی قوانین کے نفاذ میں خلفائے راشدین کا طرز عمل؛ فقہی مسالک اربعہ کا تجزیاتی مطالعہ

The Practice of the Rightly Guided Caliphs in Enforcing Family Laws; An Analysis Study of the Four Jurisprudential Schools

Ashfaq Ahmad
PhD Research Scholar (Islamic Studies), NCBA&E Sub Campus, Multan
engrashfaqahmad3451@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Habib
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E Sub Campus, Multan
arshadhabib12@gmail.com

Abstract
Islam has not left any aspect of life incomplete in its guidance. It has not left any gap even in the field of family laws, such as marriage, divorce, separation, seeking divorce, lineage, marriage, waiting period, and dowry. All the small and big issues of marriage have been given full attention since the beginning of Islam. In the era of ignorance, there was no limit to the number of marriages. and the consequences of polygamy would come in the form of oppression, barbarity, and inequality. Therefore, Islam curbed this rampant practice of polygamy. And with the condition of justice and equality, four marriages were permitted at the same time. Whoever fulfills this condition of justice and equality and treats them equally, he is permitted four marriages; otherwise, he should be content with one marriage. The Rightly Guided Caliphs removed all kinds of misunderstandings regarding family laws and presented the issue before the Muslim Ummah with complete clarity and clarity. When Farooq Azam saw that people were careless in giving divorce, he declared three divorces at the same time or in the same gathering as a punishment. When a husband and wife divorce, the most important issue that arises is regarding the children. Who should now raise the children? Is it the man's right or the woman's? In this regard, a woman came to the Prophet. He said, "You have more right as long as you do not remarry." And Hazrat Abu Bakr Siddique strictly enforced this during his caliphate. He gave the woman the right to raise children. The jurists of all schools of thought recognized the mother's right to raise children on this issue.
Keywords: **C**hildren, Divorce, Marriage, Mother, Justice.

اسلام نے زندگی کے کسی بھی شعبہ میں رہنمائی کو ادھورا نہیں چھوڑا ہے بلکہ پوری پوری رہنمائی کی ہے یہاں تک کہ عائلی قوانین کے سلسلہ میں بھی کوئی تشنگی نہیں چھوڑی ہے جیسے نکاح، طلاق، خلع، طلب طلاق، نسب اولاد، نفقہ، عدت اور مہر حضانت کے چھوٹے بڑے تمام مسائل پر ابتدائے اسلام ہی سے بھرپور توجہ دی گئی ایک گھر کی بنیاد نکاح سے شروع ہوتی ہے اس سلسلہ میں تمام قواعد وضوابط قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام کے فتاواجات میں موجود ہیں۔ دور جاہلیت میں نکاح، شادی کی کوئی حد مقرر نہیں تھی ایک آدمی دس دس تک شادیاں رچالیتا پھر کثرت ازواج کا نتیجہ ظلم وبربریت اور عدم مساوات کی صورت میں سامنے آتا چنانچہ اسلام نے تعدد ازواج کی اس شتر بے مہاری کو لگام دی اور شرط عدل ومساوات کے ساتھ بیک وقت چار شادیوں کی اجازت دی جو شخص اس عدل ومساوات کی شرط کو پورا کرے اور برابری کا سلوک کرے اسے چار شادیوں کی اجازت دی گئی بصورت دیگر ایک ہی شادی پر اکتفا کرے جیسا کہ نکاح کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً"(۱)

جن عورتوں کو تم پسند کرتے ہو دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو اور (ان بیویوں میں) اگر تمہیں ناانصافی کا خطرہ محسوس ہو تو پھر تم ایک ہی نکاح کرو۔

گھر یا خاندان کو امت مسلمہ کی تعمیر میں خشت اول تصور کیا گیا کیونکہ گھر ہی وہ پہلا مقام ہے جہاں کل کے پاسبان اور معمار نمو پکڑتے ہیں یہیں سے اگر اخلاق و کردار کی تعمیر ہو گی تب ہی معاشرہ اخلاقی لحاظ سے توانا ہو گا۔اس لیے گھر اور خاندان کو مظبوط رکھنے کے لیے پرہیز گاری اور بلند کرداری پر بہت زور دیا گیا اس کے لیے واضح اور غیر مبہم قوانین مہیا کیے گئے۔

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا"(۲)

اللہ تعالی نے بعض کو بعض پر فضیلت دی مرد عورتوں پر حاکم ہیں اوراس وجہ سے کہ مرد اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں پس صالح عورتیں (اپنے خاوندوں کی) تابعدار ہوتی ہیں (انکی) غیر موجودگی میں (اپنی عزت کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جیسے اللہ حفاظت چاہتے ہیں اوروہ خواتین جن کے حد سے بڑھنے کا تمہیں خطرہ ہو تو انہیں نصیحت کرو (اوراگر نہ رکیں تو) انہیں اپنے بستروں سے جدا کردو اور (اگر پھر بھی سرکشی کریں تو پھر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری بات مانیں تو ان کے لیے (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ بہت مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

غرض یہ کہ ،نسب اولاد ،نفقہ ،عدت ،مہر حضانت نکاح، طلاق ، خلع اور طلب طلاق جیسے مسائل پر قرآن وسنت اور خلفائے راشدین کی سنن میں پوری پوری رہنمائی موجود ہے۔خلفائے راشدین نے عائلی قوانین کے سلسلہ میں ہر قسم کے سقم کو دور کر کے مسئلہ کو پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھ امت مسلمہ کے سامنے رکھا جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حالات وزمانہ کی رعایت کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا کہ لوگ طلاق دینے میں بے احتیاطی برتتے ہیں تو ایک ہی وقت یا ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو سزا کے طور پر تین قرار دیا۔

ا۔ایک ہی بار کی تین طلاق کو حضرت عمر نے مکمل طلاق قرار دیا:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ "(۳)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کی خلافت کے پہلے دوسال میں تین طلاق ایک ہی سمجھی جاتی تھی پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ اس کام میں جلدی کرتے ہیں جس کام میں انہیں تاخیر سے کام لینا چاہیئے تو انہوں نے تینوں کو بحال کر دیا۔

ایک ہی وقت میں یا ایک ہی مجلس میں دی جانے والی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا یعنی تین دفعہ طلاق کا لفظ کہہ دینے سے طلاق واقع ہو گئی اب رجوع کی گنجائش باقی نہیں اس طلاق کے بعد عورت مرد پر حرام ہو گئی۔

اسی طرح ایک اورروایت میں بیان کیا گیا: "فلَمّا كانَ زمانُ عمرَ - رضى الله عنه - قال: أيُّها الناسُ، قد كانت لكم فى الطلاقِ أَنَاةٌ، وإنَّهُ من تَعَجَّلَ أَنَاةَ اللهِ فى الطلاقِ أَلْزَمْنَاهُ إِيَّاهُ"(۴)

پھر جب زمانہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فرمایا: اے عوام الناس! تم لوگو کے لیے طلاق دینے میں دیر بہتر ہے جس آدمی نے طلاق دینے میں اللہ کی تاخیر کو قائم نہ رکھا تو ہم اس کو (اس پر) لازم کر دیں گے

مندرجہ بالا روایت کی طرح سن ابی داؤد میں بھی ایک روایت بیان کی گئی ہے:

"فلَمّا كانَ فى عهدِ عمرَ، تَتَابَعَ (تَتَابَع، والتَّتَابُعُ يُستَعمَلُ فى الشَّرِّ) الناسُ فى الطلاقِ، فأَجَازَهُ عليهم "(۵)

پھر جب حضرت عمر کا دور خلافت تھا جب لوگ طلاقیں پے در پے دینے لگے تو آپ نے اس کو بر قرار رکھا۔

طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر الخراج میں کوئی وضاحت موجود نہیں لیکن فقہ حنفی کی ایک اور کتاب شرح الوقایۃ میں مسئلہ ہذا پر بیان کیا گیا ہے

" كما إذا طَلَّقَ زوجَتَهُ ثَلَاثَ تطليقاتٍ في مجلسٍ واحدٍ، تَقَعُ ويَأْثَمُ "(٦)

جیسا کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ہی نشست میں تین طلاق دیں تو یہ واقع ہو گئیں لیکن گنہگار ہے۔

طلاق ثلاثہ کے بارے میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"وَهَكَذَا إِنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِلِسَانِهِ وَاسْتَثْنَى فِي نَفْسِهِ لَزِمَهُ طَلَاقُ ثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ اسْتِثْنَاءٌ"(٧)

اسی طرح اگر وہ زبانی طور پر تین طلاقیں دے اور وہ اس میں اپنے آپ کو استثنیٰ دے تو وہ تین طلاق کا پابند ہے تو اسے اس استثناء کا کوئی حق نہیں ہے۔

"(قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى) : وَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ فَإِنْ نَوَى طَلَاقًا فَهُوَ طَلَاقٌ وَهُوَ مَا أَرَادَ مِنْ عَدَدِ الطَّلَاقِ وَالْقَوْلُ فِي ذَلِكَ قَوْلُهُ مَعَ يَمِينِهِ وَإِنْ لَمْ يُرِدْ طَلَاقًا فَلَيْسَ بِطَلَاقٍ"(٨)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اور جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہہ دے: تو مجھ پر حرام ہے، اور اس نے طلاق کا ارادہ کیا تو یہ طلاق ہے اور اس نے جتنی تعداد کی بھی طلاق کا ارادہ کیا ہو اور اس کا اس (حرام) کہنے میں اس کے حلف کے ساتھ ہے اور اگر اس کا ارادہ طلاق کا نہیں تھا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

"وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ فَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ ثُمَّ أَصَابَهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا أَوْ مَاتَ عَنْهَا فَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَنَكَحَتْ الزَّوْجَ الْأَوَّلَ"(٩)

اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک ہی بار میں دو بار میں طلاق دے اور اس کی عدت ختم ہو جائے اور وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ اس سے جماع کرے اور پھر اسے طلاق دے یا وہ مر جائے اور اس عدت ختم ہو تو پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے

مسئلہ ہذا پر مالکی مسلک کا مؤقف المدونۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"هَلْ كَانَ مَالِكٌ يَكْرَهُ أَنْ يُطَلِّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَكْرَهُهُ أَشَدَّ الْكَرَاهِيَةِ"(١٠)

کیا امام مالکؒ نے ایک شخص کے اپنی بیوی کو ایک ہی نشست میں تین طلاق دینے کو ناپسند فرمایا؟ جی ہاں آپ نے کہا: وہ اسے سخت ناپسند کرتے تھے۔

المدونۃ میں ایک اور روایت کو بیان کیا گیا:

"حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: عَصَى رَبَّهُ وَخَالَفَ السُّنَّةَ وَذَهَبَتْ امْرَأَتُهُ"(١١)

وہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو ایک ہی نشست میں تین طلاق دے دی ہوں ؟ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور سنت کے خلاف گیا اور اس کی بیوی (ہاتھ) سے چلی گئی۔

فقہ حنبلی کے نزدیک بھی ایک مجلس کی تین طلاق پر طلاق مکمل ہو جاتی ہے:

"وَإِنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَعَ الثَّلَاثُ، وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَ قَبْلِ الدُّخُولِ وَبَعْدَهُ"(١٢)

اور اگر ایک ہی کلام میں تین طلاق دے تو تین واقع ہو جائیں گی اور وہ (عورت) اس پر حرام ہے یہاں تک کہ وہ اور نکاح کرے اور اس سے فرق نہیں پڑتا کے یہ دخول سے پہلے دی یا اس کے بعد

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں چاروں مسالک کے نزدیک ایک ہی مجلس کی تین طلاق تین ہی کہلائیں گی اور مطلقہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حرام ہو جائے گی۔

۲۔ حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت کی گئی:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ"(۱۳)

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت کی

"قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا أُوتَى بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ لَهُ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا"(۱۴)

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا میرے پاس جو حلالہ کرنے اور کرانے والے کو لایا میں اس کو سنگسار کروں گا۔

حلالہ کے مسئلہ پر کتاب الخراج میں کوئی وضاحت نہیں ملتی لیکن احناف کی دوسری کتب میں اس حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

حلالہ کے مسئلہ پر احناف کا مؤقف وہی ہے جس کی تعلیم نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین دی۔

"(وَكُرِهَ) التَّزَوُّجُ لِلثَّانِي (تَحْرِيمًا) لِحَدِيثِ «لَعَنَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ» (بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ) كَتَزَوَّجْتُكِ على أن أُحَلِّلَكِ"(۱۵)

(حلالہ کرکے)دوسری مرتبہ شادی کرنے کو حدیث میں ناپسندیدہ قرار دینے کی وجہ ہے "لعنت حلالہ کرنے اور کرانے والے پر"(یہ لعنت) تحلیل کی شرط کی وجہ سے، جیسے میں نے تم سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تم سے حلالہ کروں گا۔

حلالہ میں لعنت اس فعل کی ناپسندیدگی کی وجہ سے لیکن اس نکاح پر اثر نہیں پڑتا نکاح مکمل ہو جاتا ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ بیان کرتے ہیں:

"وَأَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - يَقُولُ هَذَا الشَّرْطُ وَرَاءَ مَا يَتِمُّ بِهِ الْعَقْدُ فَأَكْثَرُ مَا فِيهِ أَنَّهُ شَرْطٌ فَاسِدٌ وَالنِّكَاحُ لَا يَبْطُلُ بِالشُّرُوطِ الْفَاسِدَةِ ثُمَّ النَّهْيُ عَنْ هَذَا الشَّرْطِ لِمَعْنًى فِي غَيْرِ النِّكَاحِ فَإِنَّ هَذَا النِّكَاحَ شَرْعًا مُوجِبٌ حِلَّهَا لِلْأَوَّلِ فَعَرَفْنَا أَنَّ النَّهْيَ لِمَعْنًى فِي غَيْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَذَلِكَ لَا يُؤَثِّرُ فِي النِّكَاحِ فَلِهَذَا ثَبَتَ الْحِلُّ لِلْأَوَّلِ إِذَا دَخَلَ بِهَا الثَّانِي بِحُكْمِ هَذَا النِّكَاحِ الصَّحِيحِ"(۱۶)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ شرط تکمیل نکاح کے علاوہ ہے اکثر کے نزدیک یہ فاسد شرط ہے اور فاسد شرائط سے نکاح باطل نہیں ہوتا۔ پھر اس شرط(لعنت) کی ممانعت نکاح کے علاوہ کسی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نکاح شریعت کی رو سے پہلے(خاوند) کے لیے جائز قرار دیتا ہے لہٰذا ہم جانتے ہیں اس سے روکنا کے معنی(نکاح) ممنوع نہیں ہے اور اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا، لہٰذا یہ پہلے کے لیے حلال ثابت ہے۔ اگر دوسرے شوہر نے اس کے ساتھ جائز نکاح کے حکم کے مطابق نکاح کر لیا ہو۔

مسئلہ ہٰذا پر ابن رشد بیان کرتے ہیں:

"وأمّا نكاحُ المُحَلِّلِ - أعني: الذي يقصدُ بنِكاحِهِ تَحْلِيلَ المُطَلَّقَةِ ثَلاثًا-: فإنّ مالكًا قال: هو نكاحٌ مُفْسُوخٌ، وقالَ أبو حنيفةَ، والشافعيُّ: هو نكاحٌ صَحِيحٌ"(۱۷)

اور جہاں تک محلل نکاح کا معاملہ ہے اس کے معانی ایسا نکاح جو کہ طلاق ثلاثہ والی خاتون کے حلالہ کے لیے کیا گیا ہو پس امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ نکاح منسوخ ہو گا جبکہ ان کے علاوہ امام ابو حنیفہ اور اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ نکاح درست ہے۔

کتاب الام میں بھی حلالہ کو ناپسندیدگی کے ساتھ جائز ہی قرار دیا ہے بیان کیا گیا:

وَأَيُّ نِكَاحٍ كَانَ صَحِيحًا وَكَانَتْ فِيهِ الْإِصَابَةُ أَحْصَنَتْ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ إِذَا كَانَتْ حُرَّةً وَأَحَلَّتْ الْمَرْأَةَ لِلزَّوْجِ الَّذِي طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَأَوْجَبَتْ الْمَهْرَ كُلَّهُ وَأَقَلُّ مَا يَكُونُ مِنْ الْإِصَابَةِ حَتَّى تَكُونَ هَذِهِ الْأَحْكَامُ أَنْ تَغِيبَ الْحَشَفَةُ فِي الْقُبُلِ نَفْسِهِ"(۱۸)

کوئی بھی نکاح جو صحیح ہو اوراس میں دخول شامل ہو اگر وہ آزاد ہوں تو عورت اور مرد کی حفاظت کرتا ہے اور تین طلاق دی جانے والی عورت شوہر کے لیے جائز قرار پاتی ہے اور پورے مہر کی رقم اور دخول کا تقاضا کرتی ہے تا کہ یہ احکام مکمل ہو سکیں، اس طرح کہ اندام نہانی میں حشفہ غائب ہو جائے۔

حلالہ کے مسئلہ پر امام مالک کا مؤقف درج ذیل ہے:

"قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا لَا تَجْعَلُهَا بِهِ مُحْصَنَةً هَلْ تُحِلُّهَا بِذَلِكَ الْوَطْءِ وَذَلِكَ النِّكَاحِ لِزَوْجٍ كَانَ قَدْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فِي قَوْلِ مَالِكٍ؟ قَالَ: لَا وَكَذَلِكَ بَلَغَنِي عَنْ مَالِكٍ فِي الْإِحْصَانِ"(۱۹)

میں نے کہا: کیا تم نے دیکھا جو (چیز) اس کو پاکدامن نہیں رہنے دیتی؟ کیا آپ اسے اس جماع کے ذریعے حلال کریں گے؟ یہ نکاح ایک ایسے شوہر کے لیے جو اسے تین بار طلاق دے چکا تھا۔ امام مالکؒ کے بیان کے مطابق؟ آپ نے فرمایا نہیں اور میں نے امام مالک سے نکاح کے بارے یہی سنا ہے۔

حلالہ کے مسئلہ کو کتاب المغنی میں ناجائز قرار دیا گیا ہے:

"مَسْأَلَةٌ؛ قَالَ: (وَكَذَلِكَ إِنْ شَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ يُحِلَّهَا لِزَوْجٍ كَانَ قَبْلَهُ) وَجُمْلَتُهُ أَنَّ نِكَاحَ الْمُحَلِّلِ حَرَامٌ بَاطِلٌ"(۲۰)

مسئلہ؛ فرمایا (اوراسی طرح اگر اس نے یہ شرط رکھی کہ وہ اسے اپنے سے پہلے والے شوہر کے لیے حلال کر دے) اوراس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس (عورت) سے نکاح کرنے والے کا نکاح حرام اور باطل ہے

۳۔ حضرت عمر نے خلوت صحیحہ میں پورے مہر کا حکم دیا:

نکاح کرنے کے بعد اگر کوئی شخص ازدواجی تعلقات قائم کیے بغیر طلاق دے دے تو مرد پر آدھا مہر دینا واجب ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى"(۲۱)

اوراگر تم ہاتھ لگانے سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اوراگر تم ان کے واسطے کوئی مہر مقرر کر چکے تھے تو اس کا نصف (ادا کرو) جو مقرر کر چکے ہو، سوائے اس کے کہ وہ عورتیں یا وہ آدمی جس کے ہاتھ میں گرہ نکاح ہے معاف کر دے اوراگر تم معاف کر دو تو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے۔

لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس میں یہ وسعت فرمائی کہ نکاح کی ادائیگی کے بعد میاں بیوی میں خلوت صحیحہ ہو جائے تو شوہر کو مکمل مہر ادا کرنا پڑے گا چاہے دخول نہ بھی ہوا ہو۔

"عَنْ عُمَرَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- فِي إِغْلَاقِ الْبَابِ وَإِرْخَاءِ السِّتْرِ أَنَّهُ يُوجِبُ الْمَهْرَ"(۲۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سہاگ کے موقع پر) دروازہ بند کر دینے پر اور (خلوت) کے لیے پردہ ڈال دینے پر پورے مہر کو واجب کرتے تھے۔

درج بالا نصف مہر کے مسئلہ پر کتاب الخراج میں وضاحت موجود نہیں لیکن فقہ حنفی کی معتبر کتاب المبسوط میں اس کی وضاحت موجود ہے:

"(قَالَ:) وَالْخَلْوَةُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ الْبَالِغَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَرَاءَ سِتْرٍ أَوْ بَابٍ مُغْلَقٍ يُوجِبُ الْمَهْرَ وَالْعِدَّةَ عِنْدَنَا"(۲۳)

وہ کہتے ہیں: دو بالغ مسلمان شوہر بیوی کے درمیان پردے کے پیچھے یا بند دروازے کے پیچھے خلوت صحیحہ سے ہمارے مطابق مہر اور عدت واجب ہو جاتے ہیں۔

شافعین کا نصف مہر پر مؤقف درج ذیل ہے: "لَا يَجِبُ الْمَهْرُ بِالْغَلْقِ وَالْإِرْخَاءِ إِذَا لَمْ تَدَّعِ الْمَرْأَةُ جِمَاعًا"(۲۴)

دروازہ بند کر دینے اور پردہ ڈال دینے سے مہر واجب نہیں ہوتا جب تک عورت جماع کا دعویٰ نہ کرے۔

اسی طرح شافعین کی ایک اور کتاب مختصر المزنی میں بیان کیا گیا:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"(قَالَ): وَسَوَاءٌ طَالَ مُقَامُهُ مَعَهَا أَوْ قَصُرَ لَا يَجِبُ الْمَهْرُ وَالْعِدَّةُ إِلَّا بِالْمَسِيسِ نَفْسِهِ"(۲۵)

انہوں نے کہا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کے ساتھ اس کا قیام طویل تھا یا مختصر (اس وقت تک) مہر اور عدت واجب نہیں سوائے اس کے کہ خود اسے چھوئے۔

امام مالکؒ کے مطابق بھی حق مہر کی ادائیگی صرف خلوت صحیحہ سے نہیں بلکہ چھونے کی وجہ سے ہی ہے۔

"وَكَانَ الْمَهْرُ بِالْمَسِيسِ"(۲۶) اور مہر چھونے کی وجہ سے ہے۔

کتاب المدونۃ میں ایک اور جگہ اسی طرح بیان فرمایا: "فَلَهَا مَهْرُ مِثْلِهَا بِالْمَسِيسِ"(۲۷) پس اس کے لیے اس کا مہر مثل چھونے کے ساتھ ہے

مسئلہ ہذا پر فقہ حنبلی کا بیان ہے: "وَعَنْهُ أَنَّ الْوَاجِبَ مَهْرُ الْمِثْلِ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ، لِأَنَّهُ وَطْءٌ يُوجِبُ الْمَهْرَ"(۲۸)

اور اس پر یہ کہ مہر مثل واجب ہے اور یہ اکثر فقہاء کا قول ہے کہ جماع کرنے سے مہر واجب ہوتا ہے۔

۴۔ماں بچہ کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے

جناب رسول اللہ ﷺ نے عورت کو بچہ کی پرورش کا حقدار اس وقت تک ٹھہرایا تھا جب تک کہ وہ دوسری شادی نہ کرے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ امْرَأَةً، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنِي هَذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي، وَأَرَادَ أَنْ يَنْزِعَهُ مِنِّي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي"(۲۹)

عبد اللہ بن عمرو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ میرا ایک بیٹا ہے میرا رحم اس کے لیے برتن (کی مانند تھا) میرا سینہ اس کے لیے مشروب (مہیا) کرتا اور میری گود اس کے لیے پناہ گاہ تھی لیکن اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی اور اسے مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تو زیادہ حق دار جب تک نکاح نہ کرے

لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد بھی ماں کو بچہ کی پرورش کا مستحق قرار دیا:

"عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ، ثُمَّ فَارَقَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَرَكِبَ يَوْمًا إِلَى قُبَاءَ، فَوَجَدَ ابْنَهُ يَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَخَذَ بِعَضُدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ، فَأَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ إِيَّاهُ، فَأَقْبَلَا حَتَّى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ: ابْنِي. وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: ابْنِي. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ. فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ"(۳۰)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت بن خطاب کے نکاح میں ایک انصار عورت تھیں ان سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی۔ ایک دن وہ قبا کی جانب سوار ہوئے اور اپنے بیٹے کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوئے پایا پھر ان کو بازو سے پکڑ کر اپنے جانور پر بٹھا دیا پھر لڑکے کی نانی نے اسے پکڑ لیا اور ان سے لڑنے لگی چنانچہ وہ چلے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ عمر نے کہا میرا بیٹا، عورت نے کہا میرا بیٹا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ماں اور بچے کے درمیان راستہ چھوڑ دو پس عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ انہیں کوئی جواب نہیں دیا (یعنی قبول کیا)

بچے کی پرورش کے حوالے سے کتاب الخراج میں کوئی وضاحت موجود نہیں ہے لیکن فقہ حنفی کی مشہور کتاب رد المحتار علی الدر المختار میں بیان کیا گیا:

"وفي القُنْيَةِ: الأُمُّ أَحَقُّ بالوَلَدِ، ولو سيِّئَةَ السيرةِ مَعْرُوفَةً بالفجورِ، ما لم يُعقَل ذلك (أو غيرُ مأمونةٍ)"(۳۱)

القنیتہ میں ہے: ماں بچے کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے خواہ وہ بری شہرت کی حامل ہو اور بدکاری کی وجہ سے مشہور ہو، جب تک کہ بچہ عاقل نہ ہو (یا قابل بھروسہ نہ ہو جائے)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بچے کی پرورش کے بارے میں شافعی مسلک میں بیان کیا گیا:

"قَالَ وَإِنْ كَانَ الْوَلَدُ مَخْبُولًا فَهُوَ كَالصَّغِيرِ وَ كَذَلِكَ إِنْ كَانَ غَيْرَ مَخْبُولٍ ثُمَّ خُبِلَ فَهُوَ كَالصَّغِيرِ الْأُمُّ أَحَقُّ بِهِ وَلَا يُخَيَّرُ أَبَدًا قَالَ وَإِنَّمَا أُخَيِّرُ الْوَلَدَ بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ إِذَا كَانَا مَعًا ثِقَةً لِلْوَلَدِ فَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا ثِقَةً وَالْآخَرُ غَيْرَ ثِقَةٍ فَالثِّقَةُ أَوْلَاهُمَا بِهِ بِغَيْرِ تَخْيِيرٍ "(۳۲)

فرمایا: اگر بچہ دیوانہ ہے تو چھوٹے (بچے) کی طرح ہے۔ اسی طرح وہ پہلے دیوانہ نہ تھا لیکن بعد میں دیوانہ ہو گیا تو وہ چھوٹے (بچے) کی مانند ہے ماں کا اس پر زیادہ حق ہے اور اسے یہ حق نہیں دیا جاتا۔ بچے کو ماں باپ میں سے صرف اس صورت میں اختیار دیا جاتا ہے جب وہ دونوں بچے کے لیے قابل اعتماد ہوں اگر ان میں سے ایک ثقہ ہے اور دوسرا نہیں ہے تو ثقہ بے اختیاری کے باوجود زیادہ حق رکھتا ہے۔

معصوم بچہ کی پرورش کے بارے میں مالکی مسلک کے فقہاء کہتے ہیں:

"أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ: الْمَرْأَةُ إِذَا طَلُقَتْ أَوْلَى بِالْوَلَدِ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى مَا لَمْ تَتَزَوَّجْ فَإِنْ خَرَجَ الْوَالِدُ إِلَى أَرْضٍ سِوَى أَرْضِهِ يَسْكُنُهَا كَانَ أَوْلَى بِالْوَلَدِ، وَإِنْ كَانَ صَغِيرًا، وَإِنْ هُوَ خَرَجَ غَازِيًا أَوْ تَاجِرًا كَانَتِ الْمَرْأَةُ أَوْلَى بِوَلَدِهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ غَزَا غَزَاةَ انْقِطَاعٍ، قَالَ يَحْيَى وَالْوَلِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ"(۳۳)

یحیی بن سعید روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر عورت کو طلاق ہو جائے تو اسے بچے کی پرورش کا زیادہ حق ہے، لڑکا ہو یا لڑکی جب تک وہ مطلقہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے وہ پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔ اگر والد اپنے ملک کے علاوہ کسی اور ملک میں رہائش اختیار کر لے تو بچے پر اس کا زیادہ حق ہے چاہے وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ مجاہد یا سوداگر کے طور پر نکلا ہو تو عورت اپنے بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے سوائے اس کے کہ وہ کسی عارضی مہم پر گیا ہو۔ یحیی کہتے والد کی حیثیت ولی کی ہے۔

بچے کی پرورش کے حق کے بارے میں حنابلہ کا مؤقف درج ذیل ہے:

مَسْأَلَةٌ: قَالَ: (وَالْأُمُّ أَحَقُّ بِكَفَالَةِ الطِّفْلِ وَالْمَعْتُوهِ، إِذَا طَلُقَتْ) وَجُمْلَتُهُ أَنَّ الزَّوْجَيْنِ إِذَا افْتَرَقَا، وَلَهُمَا وَلَدٌ طِفْلٌ أَوْ مَعْتُوهٌ، فَأُمُّهُ أَوْلَى النَّاسِ بِكَفَالَتِهِ إِذَا كَمُلَتْ الشَّرَائِطُ فِيهَا، ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى "(۳۴)

مسئلہ: فرمایا: ماں بچے کی کفالت کی زیادہ حق دار ہے وہ ناسمجھ ہوتا ہے جب طلاق ہوتی ہے اس کا خلاصہ یہ اگر میاں بیوی میں علیحد گی ہو جائے اور ان کوئی بچہ ہو، خواہ وہ بچہ ہو یا ناسمجھ ہو تو اس کی ماں اس کی کفالت کی سب سے زیادہ حقدار ہوتی ہے بشرطیکہ اس میں شرائط مکمل ہوں اب خواہ وہ بچہ ہو یا بچی

۵۔ عدت میں نکاح کر لینے سے حد واجب نہیں

اگر عورت کسی دوسرے مرد سے یا طلاق بائنہ کے بعد پہلے مرد سے عدت کے دوران نکاح کر لے تو وہ نکاح باطل ہے امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں عورت اگر عدت کے وقت کے اندر نکاح کرتی ہے تو باطل ہے لیکن ان مرد و عورت پر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حد نہیں لگائی:

"قَالَ أَبُو يُوسُف: وَمَنْ رُفِعَ إِلَيْكَ وَقَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فِي عِدَّتِهَا؛ فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ لِمَا جَاءَ فِي ذَلِكَ من عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا؛ فَإِنَّمَا لَمْ يَرَيَا فِي ذَلِكَ حَدًّا؛ وَلَكِنَّهُ يُفَرَّقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا"(۳۵)

امام ابویوسفؒ بیان فرماتے ہیں: جس آدمی کو اس جرم میں قاضی کے سامنے پیش کیا جائے کہ اس آدمی نے کسی خاتون سے اس کی دوران عدت کے وقت میں نکاح کر لیا ہے اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی، البتہ دونوں میاں بیوی کے درمیان علیحد گی کرادی جائے گی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں صاحبان کے نزدیک اس صورت میں کوئی حد واجب نہیں ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ پر امام شافعیؒ نے تفصیلی گفتگو فرمائی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.4, 2025

"(قَالَ الشَّافِعِيُّ) أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَاعْتَدَّتْ مِنْهُ حَتَّى إِذَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنْ عِدَّتِهَا نَكَحَهَا رَجُلٌ فِي آخِرِ عِدَّتِهَا جَهِلَا ذَلِكَ وَبَنَى بِهَا فَأَبَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ- فِي ذَلِكَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ مَا بَقِيَ مِنْ عِدَّتِهَا الْأُولَى ثُمَّ تَعْتَدَّ مِنْ هَذَا عِدَّةً مُسْتَقْبَلَةً. فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَهِيَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَتْ نَكَحَتْ وَإِنْ شَاءَتْ فَلَا قَالَ وَبِقَوْلِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ نَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ تَنْكِحُ فِي عِدَّتِهَا تَأْتِي بِعِدَّتَيْنِ مَعًا"(۳۶)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ہم سے عبد المجید نے ابن جریج کے حوالہ سے روایت کیا: وہ کہتے ہیں: ہم سے عطاء نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور یہ عدت گزار رہی تھی یہاں تک کہ اس کی عدت میں سے کچھ وقت باقی تھا اپنی عدت کے دوران ایک آدمی سے نکاح کر لیا، دونوں کو اس بارے میں نہیں پتا تھا اور اس نے نکاح کر لیا پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتا چلا آپ نے اس نکاح کو تسلیم نہ کیا لہٰذا دونوں کو جدا کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی پہلی عدت کے باقی روز پورے کرے اور پھر وہ اس (دوسرے) نکاح کی عدت کو پورا کرے جب یہ عدت مکمل ہو جائے تو اب اسے اختیار اگر وہ چاہے تو شادی کر سکتی ہے اگر نہ چاہے تو نہ کرے۔ آپ فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اس قول کی بنا پر کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت اپنی عدت کے دوران نکاح کر لے تو اسے دو عدتیں اکٹھی پوری کرنی ہوں گی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر نکاح دوران عدت ہوا تو نکاح فاسد ہے اور اگر اس دوران دخول ہوا تو بیان فرماتے ہیں اکثر کے نزدیک زنا ہے تو اس دخول کے بعد سے پھر عدت پوری کرے: " وَالْآخَرُ خَاطِبٌ مِنَ الْخُطَّابِ إِذَا مَضَتْ عِدَّتُهَا مِنَ الْأَوَّلِ وَبَعْدُ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ يَعْقِدُ عَلَيْهَا النِّكَاحَ الْفَاسِدَ فَيَكُونُ خَاطِبًا إِذَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا يَكُونُ دُخُولُهُ بِهَا فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ أَكْثَرَ مِنْ زِنَاهُ بِهَا وَهُوَ لَوْ زَنَى بِهَا فِي الْعِدَّةِ كَانَ لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ."(۳۷)

دوسرا مرد دعویٰ کرنے والوں میں سے مدعی ہے اگرچہ اس کی پہلی عدت ختم ہو چکی ہو۔ بعد والے پر حرام نہیں اور لیکن اگر اس کا نکاح فاسد ہوا اور اگر اس نے دخول نہیں کیا اس کے ساتھ پس کچھ نہیں اور اگر نکاح فاسد میں دخول ہوا تو اکثر کے نزدیک اس نے اس کے ساتھ زنا کیا اور اگر اس نے اس کے ساتھ عدت کے دوران زنا کیا عدت کے دوران نکاح کیا ہوا تھا تو تب سے عدت پوری کرے۔

اسی طرح کتاب المدونۃ الکبریٰ میں مذکورہ بالا مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی اور فرمایا گیا کہ عورت اگر دوران عدت نکاح کرے تو علیحدگی کرائی جائے تین حیض عدت پوری کرائی جائے اور وضع حمل کی صورت میں عدت مکمل ہے۔

"قُلْتُ: أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا طَلَاقًا بَائِنًا بِخُلْعٍ فَتَتَزَوَّجُ فِي عِدَّتِهَا فَعُلِمَ بِذَلِكَ فَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ: كَانَ مَالِكٌ يَقُولُ: الثَّلَاثُ حِيَضٍ تُجْزِئُ مِنَ الزَّوْجَيْنِ جَمِيعًا مِنْ يَوْمِ دَخَلَ بِهَا الْآخَرُ وَقَوْلُ قَدْ جَاءَ عَنْ عُمَرَ مَا قَدْ جَاءَ يُرِيدُ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: تَعْتَدُّ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ تَعْتَدُّ عِدَّتَهَا مِنَ الْآخَرِ قَالَ: وَأَمَّا فِي الْحَمْلِ فَإِنَّ مَالِكًا قَالَ: إِذَا كَانَتْ حَامِلًا أَجْزَأَ عَنْهَا الْحَمْلُ مِنْ عِدَّةِ الزَّوْجَيْنِ جَمِيعًا"(۳۸)

میں نے کہا: اگر عورت کو اس کے شوہر نے خلع بائنہ کے ذریعے طلاق دے دی ہو اور پھر عدت کے دوران کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر لے اس کا جب علم ہو تو کیا ان کے درمیان جدائی کرا دی جائے؟ وہ کہتے ہیں: امام مالکؒ کہتے ہیں: دونوں شوہروں کے لیے تین حیض کافی ہیں، جس دن سے اس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو بیان کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی پہلی عدت کے باقی دن شمار کرے پھر اپنی دوسری عدت کو شمار کرے۔ کہتے ہیں: اور اگر حمل میں ہو۔ امام مالکؒ کہتے ہیں: اگر وہ حاملہ ہے تو حمل دونوں شوہروں کی عدت کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مذکورہ بالامسئلہ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے مدونۃ الکبریٰ میں بیان کیا گیا عدت کے دوران نکاح کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کرادی جائے اوران کا دوبارہ کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔

"قَالَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ مَالِكٌ فِي الَّتِي تَتَزَوَّجُ فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ ثُمَّ يَسْتَبْرِئُهَا زَوْجُهَا: إنَّهُ لَا يَطَؤُهَا بِمِلْكِ يَمِينِهِ وَقَدْ فَرَّقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْنَهُمَا وَقَالَ: لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ امْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ أَنْ تُنْكَحَ وَلَا تُمَسَّ بِنِكَاحٍ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَنْ تُمَسَّ بِمِلْكِ الْيَمِينِ فَمَا حُرِّمَ فِي النِّكَاحِ حُرِّمَ بِمِلْكِ الْيَمِينِ وَالْعَمَلُ عِنْدَنَا عَلَى قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"(٣٩)

ابن وھب کہتے ہیں: امام مالکؒ نے اس عورت کے بارے میں کہاجو عدت کے دوران میں نکاح کرے، پھر اس کا شوہر عدت میں اسے جماع کرے پھر شوہر اس کی پاکیزگی جاننے کی کوشش کرے: وہ اس کے ساتھ اپنی لونڈی کی حیثیت سے جنسی تعلقات نہیں رکھتا، حضرت عمر بن خطاب نے ان کے درمیان فرق کیا اور فرمایا: وہ دونوں کبھی اکٹھے نہیں ہوسکتے (یعنی دونوں کا کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا) امام مالکؒ فرماتے ہیں: ہر وہ عورت جس سے نکاح کرنے یا اسے چھونے کی اجازت نہ ہوتو اسے لونڈی کی حیثیت سے بھی چھونا جائز نہیں ہے، نکاح میں جو چیز حرام ہے وہ لونڈی کے لیے بھی حرام ہے ہمارا یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر مبنی ہے۔

المدونۃ الکبریٰ میں مزید بیان کیا گیا کہ عدت میں نکاح کرنے والوں پر اگرچہ حد کی سزا نہیں ہے لیکن اس پر تعزیری سزا دی جائے۔

"قُلْت: وَالَّذِي يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فِي عِدَّتِهَا عَامِدًا يُعَاقَبُ وَلَا يُحَدُّ، وَكَذَلِكَ الَّذِي يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ عَلَى خَالَتِهَا أَوْ عَلَى عَمَّتِهَا، وَكَذَلِكَ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ عَامِدًا لَا يُحَدُّونَ فِي ذَلِكَ وَيُعَاقَبُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ "(٤٠)

میں نے کہا: اور جو عورت سے عدت کے دوران جان بوجھ کر نکاح کرے اسے سزا تو ہے لیکن حد کی سزا نہیں ہے اور اسی طرح جس نے بیوی کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرے تو اس پر حد کی سزا نہیں ہے بلکہ (تعزیری) سزا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں

کتاب المغنی میں بھی مذکورہ بالامسئلہ پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی: "مَسْأَلَةٌ قَالَ: (وَلَوْ طَلَّقَهَا، أَوْ مَاتَ عَنْهَا، فَلَمْ تَنْقَضِ عِدَّتُهَا حَتَّى تَزَوَّجَتْ مَنْ أَصَابَهَا، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَبَنَتْ عَلَى مَا مَضَى مِنْ عِدَّةِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ الْعِدَّةَ مِنْ الثَّانِي) وَجُمْلَةُ الْأَمْرِ أَنَّ الْمُعْتَدَّةَ لَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَنْكِحَ فِي عِدَّتِهَا، إجْمَاعًا، أَيَّ عِدَّةٍ كَانَتْ؛ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَلا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ} [البقرة: ٢٣٥]. وَلِأَنَّ الْعِدَّةَ إنَّمَا اُعْتُبِرَتْ لِمَعْرِفَةِ بَرَاءَةِ الرَّحِمِ لِئَلَّا يُفْضِيَ إلَى اخْتِلَاطِ الْمِيَاهِ، وَامْتِزَاجِ الْأَنْسَابِ. وَإِنْ تَزَوَّجَتْ، فَالنِّكَاحُ بَاطِلٌ؛ لِأَنَّهَا مَمْنُوعَةٌ مِنْ النِّكَاحِ لِحَقِّ الزَّوْجِ الْأَوَّلِ، فَكَانَ نِكَاحًا بَاطِلًا، كَمَا لَوْ تَزَوَّجَتْ وَهِيَ فِي نِكَاحِهِ، وَيَجِبُ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَالْعِدَّةُ بِحَالِهَا، وَلَا تَنْقَطِعُ بِالْعَقْدِ الثَّانِي؛ لِأَنَّهُ بَاطِلٌ لَا تَصِيرُ بِهِ الْمَرْأَةُ فِرَاشًا، وَلَا يُسْتَحَقُّ عَلَيْهِ بِالْعَقْدِ شَيْءٌ، وَتَسْقُطُ سُكْنَاهَا وَنَفَقَتُهَا عَنْ الزَّوْجِ الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّهَا نَاشِزٌ، وَإِنْ وَطِئَهَا، انْقَطَعَتْ الْعِدَّةُ سَوَاءٌ عَلِمَ التَّحْرِيمَ أَوْ جَهِلَهُ"(٤١)

مسئلہ، کہتے ہیں: اگر اس نے اسے طلاق دے دی یا اس (آدمی) کی عدت کے دوران وفات ہو گئی اور اس عورت نے اپنی عدت پوری نہیں کی اس نے شادی کرلی، ان دونوں میں جدائی کرادی جائے اور پہلی عدت مکمل کر گزرنے کے بعد یہ دوسری عدت شروع کر دے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عدت کے دوران عورت کے لیے دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔ اس پر اجماع ہے عدت پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور جب تک عدت کی مدت مکمل نہ ہو جائے نکاح کا ارادہ نہ کرو۔ عدت کا مقصد حمل کی عدم موجودگی کا پتہ لگانے کے لیے سمجھا جاتا ہے، تاکہ یہ مادہ تولید کے اختلاط اور نسب کے اختلاط کا باعث نہ ہونے پائے۔ اگر وہ عدت کے دوران نکاح کرلے تو نکاح باطل ہے کیونکہ وہ پہلے شوہر کے حق کی وجہ سے نکاح سے روکی گئی اس لیے یہ نکاح باطل ہے یہ ایسا ہی جیسے نکاح پر نکاح کیا یہ واجب ہے کہ ان آدمی اور عورت کے درمیان جدائی کرائی جائے اگر اس نے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.4, 2025

نکاح نہیں کیا تو عدت باقی رہے گی اور (عدت مکمل ہونے پر) دوسرے عقد میں خلل واقع نہیں ہو گا۔ (عدت میں نکاح ہونے کی وجہ سے) کیونکہ یہ باطل ہے، اس لیے وہ عورت اس کی بیوی نہیں بنتی اور ایسے نکاح کی وجہ سے وہ کسی چیز کی حقدار بھی نہیں ہوتی۔ اور پہلے شوہر سے اس کی رہائش اور نفقہ (عدت کے دوران نکاح کرنے کی وجہ سے) ضبط کر لیا جاتا ہے کیونکہ وہ نافرمان ہے۔ اگر اس نے اس سے ہمبستری کی تو عدت ٹوٹ جاتی ہے خواہ اسے حرمت کا علم ہو یا نہ ہو (ہمبستری سے نئی عدت شروع ہو جاتی تا کہ حمل کا پتہ چل سکے)

کتاب المغنی میں بیان کیا گیا کہ جو عدت میں نکاح کرتے ہیں ان کی علیحد گی کرادی جائے اور تعزیری سزا کا بھی اشارہ دیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا کہ عدت کے دوران نکاح کرنے والوں کا آپس میں دوبارہ کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا: "وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ طُلَيْحَةَ كَانَتْ تَحْتَ رَشِيدٍ الثَّقَفِيِّ، فَطَلَّقَهَا، وَنَكَحَهَا غَيْرُهُ فِي عِدَّتِهَا، فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَضَرَبَ زَوْجَهَا ضَرْبَاتٍ بِمِخْفَقَةٍ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا، فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، وَكَانَ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ، وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ، وَلَا يَنْكِحُهَا أَبَدًا" (۴۲)

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: طلیحہ کا نکاح رشید ثقفی سے ہوا جس نے اسے طلاق دے دی اور ایک اور آدمی نے اس سے عدت کے دوران شادی کی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے اس کو اور اسے کے شوہر کو کوڑے سے مارا پھر فرمایا: جو کوئی عورت عدت کے دوران نکاح کرے اور اس کے اس شوہر سے جس سے اس نے عدت کے دوران نکاح کیا اس سے دخول نہیں ہوا علیحد گی کرائی جائے پھر وہ پہلے شوہر کی باقی عدت پوری کرے اور اگر عدت کے دوران نکاح ہوا اور دخول ہوا ان کے درمیان تفریق کرائی جائے پھر پہلے شوہر کی عدت پوری کرے پھر دوسرے خاوند کی عدت پوری کرے اور ان دونوں کا نکاح دوبارہ نہیں ہو سکتا کبھی بھی جس سے عدت میں نکاح کیا۔

خلاصہ

شریعت اسلامیہ میں نہایت جامع انداز میں ہر شعبہ میں رہنمائی کی گئی ہے اسی طرح عائلی قوانیں کے معاملہ میں بھی کوئی تشنگی باقی نہیں رکھی جیسے طلاق، نکاح، طلب طلاق، خلع، عدت، نسب اولاد، مہر اور حضانت وغیرہ۔ خاندان کی نظریاتی تعمیر کو امت مسلمہ کی فلاح میں خشت اول تصور کیا گیا جس سے آنے والے کل کے لیے معمار تیار ہوتے ہیں۔ ان اہم معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے عائلی قوانین کو قرآن سنت کی روشنی میں وسعت دی گئی۔

۱۔ جب لوگ طلاق دینے میں عجلت سے کام لینے لگے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سزا کے طور پر ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا۔ فقہاء مسئلہ ہذا پر سیر حاصل بحث کی ہے اور امت مسلمہ کی اس اہم مسئلہ پر پوری پوری رہنمائی کی ہے احناف کے نزدیک بھی اگر کوئی اپنی بیوی کو ایک ہی نشست یا ایک ہی محفل میں تین طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع ہو جائیں گی اگرچہ دینے والا گنہگار ہو گا اس نے قرآن وسنت کے خلاف کیا لیکن طلاق واقع ہو جائے گی اور چاروں فقہاء کے نزدیک ایک ہی وقت میں دی جانے والی طلاق سے، طلاق واقع ہو جائے گی اس میں چاروں مسالک کا اختلاف نہیں ہے

۲۔ پھر اسی طرح حلالہ بھی ایک نازک اور حساس معاملہ ہے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت اور اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حلالہ کرنے اور کرانے والے کو سنگسار کروں گا۔ اس مسئلہ پر بھی فقہائے اربعہ نے تفصیلی گفتگو کی ہے احناف کے نزدیک حلالہ سے نکاح ہو جائے اگر لعنت کی کرنے کی وجہ سے فاسد ہے لیکن کوئی چیز فاسد ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہو جاتی اور شافعین بھی ناپسندیدگی کے ساتھ حلالہ سے نکاح مکمل ہو جانے کے قائل ہیں لیکن مالکی اور حنابلہ کے نزدیک حلالہ جائز نہیں دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں۔

۳۔اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو چھوئے بغیر طلاق دے دے تو مرد پر آدھا مہر دیناواجب ہو جاتا ہے لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس میں وسعت دی اور خلوت صحیحہ یعنی پردہ میں یا دوازے کے پیچھے سے ملاقات کے بعد اگر شوہر بیوی کو طلاق دے دے تو اس پر مکمل مہر واجب ہو گا احناف نے اس بات کی تائید کی اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب المبسوط میں بیان کیا گیا کہ خلوت صحیحہ سے مکمل مہر اور عدت ہو جاتی ہے لیکن شافعین کے نزدیک مختصر المزنی کے مطابق چھونے تک مہر مکمل نہیں نصف رہے گا اور مالکی مسلک کی المدونۃ کے مطابق مکمل مہر اس وقت تک نہیں جب خلوت صحیحہ میں چھوئے نہ۔ حنابلہ کے نزدیک مہر کے لیے جماع ضروری ہے۔

۴۔جب میاں بیوی میں طلاق ہو جائے تو سب سے اہم مسئلہ بچوں کے سلسلہ میں پیش آتا ہے کہ اب بچوں کی پرورش کون کرے آیا یہ حق مرد کا ہے یا عورت کا۔اس سلسلہ میں ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا"تو زیادہ حق دار جب تک نکاح (ثانی) نہ کرے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس میں وسعت دی اور یہ اختیار آپ نے عورت کو دیا کہ وہ بچوں کی پرورش کرے۔چاروں مسالک کے فقہائے کرام نے اس مسئلہ پر ماں کے حق کو تسلیم کیا کہ وہ بچوں کی پرورش کرے۔

۵۔اگر کوئی عورت طلاق کے بائنہ کے بعد عدت کے دوران نکاح کر لے تو خلفائے راشدین نے اس پر حد جاری نہیں کی بلکہ علیحدگی کرادی گئی ہے، امام ابو یوسفؒ سمیت چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ اگر عدت کے دوران اگر نکاح ہو تو علیحدگی کرادی جائے لیکن پر حد نہیں لگائی جائے گی۔

حالات و زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے خلفائے راشدین قوانین اسلامی میں جو اصلاحات کیں یا قوانین اسلامی کو وسعت دی انہیں احنا ف نے تسلیم کیا اور اختلاف نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

۱۔ القرآن، ۴: ۳

۲۔ القرآن، ۴: ۳۴

۳۔ مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری (م۲۶۱ھ) صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث، س ن، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ۲: ۱۰۹۹، رقم الحدیث ۱۴۷۲

۴۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ (م۳۲۱ھ) شرح معانی الآثار، ناشر، عالم الکتب، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۴/ ۱۹۹۴، کتاب الطلاق، باب یطلق امرائۃ ثلاثا معا، ۳: ۵۵، رقم الحدیث ۴۴۷۳

۵۔ ابوداود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق (م۲۷۵ھ) سنن ابی داود، دار الرسالۃ العالمیۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۳۰/۲۰۰۹، اول کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعۃ بعد التطالیقات الثلاث، ۳: ۵۲۵، رقم الحدیث ۲۲۰۰

۶۔ محمد عبدالحی، الامام، الکنوی (م۱۳۰۴ھ) عمدۃ الرعایۃ بتحشیۃ شرح الوقایۃ، ناشر، مرکز العلماء العالمی ور تقبهیۃ المعلومات، س ن، کتاب العتاق، ۵: ۱۳۶

۷۔ شافعی، امام، ابو عبداللہ محمد بن ادریس (م۲۰۴ھ) الام، بیروت، دار المعارفۃ، ۱۴۱۰/۱۹۹۰، ابواب متفرقۃ فی النکاح والطلاق و غیر ھم، الحجۃ فی البتۃ وما اشبھھا، ۵: ۲۷۸

۸۔ شافعی، الام، باب الطلاق، ۷: ۱۶۶

۹۔ شافعی، الام، باب الحدود، ۷: ۱۷۱

۱۰۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب طلاق السنۃ، ۲: ۳، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵/ ۱۹۹۴

۱۱۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب طلاق السنۃ، ۲: ۵

۱۲۔ ابن قدامۃ، ابو محمد موفق الدین عبداللہ (م۶۲۰ھ) المغنی لابن قدامۃ، مکتبۃ القاھرۃ، ۱۳۸۸/۱۹۶۸، کتاب الطلاق، فصل طلّق ثلاثاً بکلمۃ واحدۃ، ۷: ۳۷۰

۱۳۔ الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ (م۲۷۹ھ) سنن الترمذی، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، ابواب النکاح، باب ماجاء فی المحل و محلل لہ، ۲: ۴۱۹، رقم الحدیث ۱۱۲۰

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.4, 2025

۱۴۔ ابن قیم، محمد بن ابی ابکر بن ایوب (م۷۵۱ھ) اعلام الموقعین عن رب العالمین ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۱/۱۴۱۱، تغییر الفتوی واختلافھا، فصل جمع الطالقات الثلاث بلفظ واحدہ، ۳: ۴۴

۱۵۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز (م ۱۲۵۲ھ) ردالمحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۲/۱۴۱۲ ،کتاب الطلاق، مطلب فی حیلۃ اسقاط عدۃ المحلل، ۳: ۴۱۴

۱۶۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل (م ۴۸۳ھ) المبسوط، بیروت، دار المعارفۃ، ۱۹۹۳/۱۴۱۴، کتاب الطلاق، ۶: ۱۰

۱۷۔ ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد بن محمد (م۵۹۵ھ) ہدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، القاھرۃ، دار الحدیث، ۲۰۰۴/۱۴۲۵ ، ،کتاب النکاح، الباب الخامس فی الانکحۃ المنھی عنھا بالشرع، ۳: ۸۱

۱۸۔ شافعی، الام، ابواب متفرقۃ فی النکاح والطلاق و غیرھم ، نکاح المحلل ونکاح المتعۃ، ۵: ۸۶

۱۹۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ الکبریٰ، کتاب النکاح الثالث، حکم نکاح التحلیل، ۲: ۲۰۸

۲۰۔ ابن قدامۃ، کتاب النکاح، باب نکاح اھل الشرک، ۷: ۱۸۰

۲۱۔ القرآن، ۲: ۲۳۷

۲۲۔ المزنی، اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل (م ۲۶۴ھ) مختصر المزنی (مطبوع ملحقا بالام للشافعی) ، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۰/۱۴۱۰، مختصر فی النکاح الجامع من کتاب النکاح وماجاء فی امر النبی وازواجہ، باب حکم الدخول واغلاق الباب وارخاء الستر، ۸: ۲۸۵

۲۳۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل (م ۴۸۳ھ) المبسوط، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۳/۱۴۱۴، کتاب النکاح، باب الاحصان، ۵: ۱۴۹

۲۴۔ شافعی، الام، باب فی القسامۃ والعقل، ۷: ۲۴۷

۲۵۔ المزنی، مختصر المزنی (مطبوع ملحقا بالام للشافعی) مختصر فی النکاح الجامع من کتاب النکاح وماجاء فی امر النبی وازواجہ، اب حکم الدخول واغلاق الباب وارخاء الستر، ۸: ۲۸۵

۲۶۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب النکاح الاول، العبد والنصرانی والمرتد یعقدون نکاح بناتھم، ۲: ۱۱۶

۲۷۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب النکاح الاول، عیوب النساء والرجال، ۲: ۱۴۳

۲۸۔ ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب النکاح، فصل النکاح لایفسد بالغرور، ۷: ۶۵

۲۹۔ البیھقی، احمد بن الحسین بن علی (م ۴۵۸ھ) السنن الکبری، بیروت۔ لبنان، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۲۰۰۳/۱۴۲۴، کتاب النفقات، باب الام تتزوج فیسقط حقھا من حضانۃ الولد وینتقل الجدتہ، ۸: ۷، رقم الحدیث ۱۵۷۶۳

۳۰۔ البیھقی، السنن الکبری، کتاب النفقات، باب الام تتزوج فیسقط حقھا من حضانۃ الولد وینتقل الجدتہ، ۸: ۷، رقم الحدیث ۱۵۷۶۵

۳۱۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز (م ۱۲۵۲ھ) ردالمحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۲/۱۴۱۲، باب الحضانۃ، ۳: ۵۵۶

۳۲۔ شافعی، الام، کتاب النفقات، باب ای الوالدین احق بالولد، ۵: ۹۹

۳۳۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، ماجاء فی الحضانۃ فی الام، نفقۃ الوالد علی ولدہ المالک امرہ، ۲: ۲۶۲

۳۴۔ ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب النفقات، مسالہ بحق کفالۃ الطفل والمعتوہ، ۸: ۲۳۸

۳۵۔ ابویوسف، الخراج، باب فی الزیادۃ والنقصان والضیاع فی الزکاۃ، فصل فی اھل الدعارۃ والتلصص والجنایات ومایجب فیہ من الحدود، ۱: ۱۹۳

۳۶۔ امام شافعی، الام، باب الخیار فی النکاح فی العیب بالمنکوحۃ، ۵: ۹۱

۳۷۔ امام شافعی، الام، باب الخیار فی النکاح فی العیب بالمنکوحۃ، ۵: ۹۱

۳۸۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب طلاق السنۃ، عدت المطلقۃ تتزوج فی عدتھا، ۲: ۲۱

۳۹۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب طلاق السنۃ، عدت المطلقۃ تتزوج فی عدتھا، ۲: ۲۳

۴۰۔ مالک بن انس بن مالک، المدونۃ، کتاب الحدود فی الزنا والقذف، ۴: ۴۷۷

۴۱۔ ابن قدامۃ، المغنی لابن قدامۃ، کتاب العدد، مسالۃ طلقھا اومات عنھا فلم تنقض عدتھا حتی تزوجت من اصابھا، ۸: ۱۲۴

۴۲۔ ابن قدامۃ، کتاب العدد، مسالۃ طلقھا اومات عنھا فلم تنقض عدتھا حتی تزوجت من اصابھا، ۸: ۱۲۵، ۱۲۴

❖❖❖